خورشید اقبال

ادب اور سائنس کا پل

قیوم بدر

الہ آباد میں گنگا اور جمنا کا ملن آپ نے دیکھا نہیں تو سنا ضرور ہوگا۔ادب اور سائنس کا ملن دیکھنا ہو تو خورشید اقبال کو دیکھ لیجیے، کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔عام خیال ہے کہ سائنس اور ادب دریا کے دو کنارے ہیں جن کا آپس میں ملنا ممکن نہیں۔خورشید اقبال کی حیثیت اس ضمن میں پل کی مانند ہے۔خورشید اقبال بنیادی طور پر سائنس کے آدمی ہیں اور سائنس مثبت اور ٹھوس دلائل کا نام ہے۔ادب خصوصاً شاعری اس کے برعکس ہے۔شعراء رگِ گل سے بلبل کے پر باندھ لیتے ہیں لیکن سائنس میں یہ سب کر کے دکھانا پڑتا ہے اس کی خاطر تجربات (Expriements) کے دشوار مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور شعراء کی نازک مزاجی اس کی متحمل نہیں۔ایسے میں ظاہر ہے اسے خورشید اقبال کا کمال ہی کہا جائے گا کہ موصوف بیک وقت دونوں ہی میدان میں سواری کر لیتے ہیں یعنی گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ۔

اردو ادب میں مرزا غالبؔ کی حیثیت نابغۂ روزگار کی ہے انہوں نے کہا ہے ع

آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں

جنہیں وہ اپنے ازار بند سے باندھ لیتے اور صبح ہوتے ہی اپنی بیاض میں محفوظ کر لیتے تھے۔ان میں کچھ مضامین سائنس کے بھی ہوتے تھے جن میں سے ایک شعر یوں ہے ۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازیگر کھلا

مرزاؔ اگر چہ سائنس کے نہیں بلکہ خالص ادب کے آدمی تھے۔برعکس ایں ہمہ خورشید اقبال سائنس کے آدمی ہوتے ہوئے بھی ادب میں زور آزمائی کر لیتے ہیں بلکہ اپنے سائنسی تجربات اور مشاہدات کو گاہے گاہے ادب میں منتقل کرتے رہتے ہیں یہ شعر میری بات کا ثبوت ہے ۔

زیست کیا ہے؟ گرمئ حالات کے درجات بس
صبح ٹھنڈی، گرم دن، اور پھر امس کی رات بس

جب کہ یہ شعر خالص ادب کا ہے ۔

بپھرتی خواہشیں دل میں سنبھال کر رکھنا
بڑا کٹھن ہے درندوں کو پال کر رکھنا

اس کے علاوہ بھی ان کے یہاں نادر ادبی اور سائنسی استعارات ان کے بیک وقت ادیب اور سائنسداں ہونے کے غماز ہیں

جوممکن ہے اردو شاعری اور شعراء کی نازک خیالی کے متحمل نہ ہوں۔اردو شاعری کل تک محبوب کی زلفوں میں قید تھی آج بھی کما حقہ یہی حال ہے۔ایسے میں خورشید اقبال جیسے شاعر اردو شاعری کو اس دائرے سے نکال کر حقیقت سے روشناس کرانے میں لگے ہوئے ہیں جو یقیناً اردو شاعری کے لئے نیک فال ہے۔ نیز اس سے اس بات کا پتہ بھی چلتا ہے کہ سائنسداں بھی انسان ہوتے ہیں علاوہ ازیں انہیں بھی انسانوں کے مسائل کا خاطر خواہ ادراک ہوتا ہے۔وہ صرف دل کا آپریشن ہی نہیں کرتے بلکہ دل کی دھڑکنیں بھی سنتے ہیں۔ بلا شبہ سائنس کی برکتوں سے انکار کی گنجائش نہیں لیکن میرے خیال میں اگر اس میں تھوڑی سی ادبیت شامل ہو جائے تو سچ مچ ہماری یہ دنیا رشک جنت بن سکتی ہے۔

خورشید اقبال کی ادب میں شمولیت افسانے سے ہوئی۔عمر کم تھی، تجربہ کم تھا، ادب کے نشیب وفراز سے ناواقفیت کی بنا پر پہلے افسانے کو ماہنامہ ''خاتون مشرق'' میں چھپوا دیا، ایک منچلے قاری نے انہیں مشرقی خاتون سمجھ کر افسانے پر مبارکباد دی۔

خورشید باجی..............آداب!

سر منڈواتے ہی اولے پڑے.......اس حادثے سے اس قدر دل برداشتہ ہوئے کہ افسانہ اور ''خاتون مشرق'' دونوں سے قطع تعلق کرلیا۔اس کے علاوہ بھی موصوف کو ادب میں اس طرح کے سانحات سے دوچار ہونا پڑتا رہا ہے۔

عام خیال ہے کہ سائنس خشک موضوع ہے تاہم میں نے خورشید اقبال کو بارہا ہنستے اور قہقہے لگاتے ہوئے دیکھا ہے خصوصاً میرے مضامین پر۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ موصوف طنز ومزاح خصوصاً مزاح کے دلدادہ ہیں۔ یہ بھی حسن اتفاق ہے کہ مشہور مزاحیہ شاعر باز غ بہاری خورشید اقبال کے سسرالی رشتے سے دادا لگتے ہیں۔ چنانچہ جب دادا نے موصوف کو ایک مشاعرے میں دیکھا تو فوراً پوچھ بیٹھے.....''آپ کا باجا کیسا ہے؟''

خورشید اقبال نے حیرت اور معصومیت سے کہا.....''باجا! بھلا شاعری کا باجا سے کیا تعلق؟''

باز غ بہاری نے متانت سے کہا........''میرے کہنے کا مطلب ہے آپ کا ترنم کیسا ہے؟''

''اوہ! ترنم!! ....'' خورشید اقبال نے ہنستے ہوئے کہا ''میں شعر تحت میں پڑھتا ہوں''

باز غ بہاری نے مشورتاً کہا کہ آپ شاعری سے توبہ کر لیجئے کہ آپ داد کو ترس جائیں گے۔ باقی امکانات تو فضول ہی ہیں۔

لیکن خورشید اقبال نے دادا کے مشورے کو جس کان سے سنا تھا اسی کان سے اڑا دیا کہ انہیں سائنس کی ملاوٹ سے اردو شاعری کو ایک نئی سمت، ایک نئی جہت سے ہمکنار کرنا تھا۔لہذا وہ اپنی کوششوں میں آج بھی تندہی لگے ہوئے ہیں۔

اپنی طالب علمی کے زمانے میں انہوں نے علم وادب کے فروغ کی خاطر علاقے میں ایک لائبریری کی بنیاد ڈالی۔ادبی نشستیں اور مشاعروں کا انعقاد کیا۔ایک سالانہ اردو رسالہ ''صدف'' بھی نکالا۔''خاتون مشرق'' کا سانحہ ذہن سے محو نہیں ہوا تھا لہذا احتیاطاً مزید کسی سانحہ سے بچنے کی خاطر ادارت میرے ذمہ سونپ دی۔توقع کے برخلاف ''صدف'' کا خوب خوب چرچا ہوا اور اس کے تین شاندار شمارے نکلے۔کچھ سالوں بعد اردو خصوصاً ادب کو جدید ٹکنالوجی کے توسط سے زمانے سے ہمکنار کرنے کی خاطر انٹرنیٹ پر اردو کا پہلا ادبی ماہنامہ ''کائنات'' کا اجراً کیا۔اس دوران انہیں نہ صرف ادب کے نشیب وفراز سے واقفیت ہو گئی تھی بلکہ مدیروں کے وزن ووقار کا بھی علم ہو گیا تھا چنانچہ اس بار خود مدیر اور مجھے معاون مدیر بنا کر ''صدف'' کی غلطی کا ازالہ کیا اسی کو کہتے ہیں کبھی ناؤ پر گاڑی

کبھی گاڑی پرناؤ۔

خورشید اقبال ایک فعال شخصیت کا نام ہے موصوف جو کام کرتے ہیں دلجمعی سے کرتے ہیں۔ دشمنی کسی سے نہیں کرتے۔ دوستی کرتے ہیں تو ٹوٹ کر۔ سچ پوچھئے تو یہی ان کی کامیابی کا راز ہے۔ پیشے سے مدرس ہیں اب مدرس اعلیٰ کے باوقار عہدے پر فائز ہیں۔ چنانچہ زندگی ''شگفتہ'' ہے۔ جسامت اور ڈیل ڈول دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ زندگی میں مکھن جی بھر کے کھایا ہے لیکن حیرت انگیز طور پر میری طرح مکھن لگانے کے گُر سے واقف نہیں لیکن یہی کام مخالف کی طرف سے ہو تو برا بھی نہیں مانتے چونکہ بنیادی طور پر سائنس کے آدمی ہیں لہذا ان کے خیال میں تجربہ اچھی چیز ہے شاید اسی سے شہہ پاکر کچھ ماہرین فن انہیں لیباریٹری سمجھ کر اس طرح کے تجربات کرنے سے نہیں چوکتے۔

Qiyum Badr,
C/o. Dulhan Gul, Jagatdal, North 24 Parganas,
West Bengal, India